دارالامان کی خبریں

۱

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ کی طبعیت اچھی ہے۔ حضور نے معتمدین نظارت کو باریاب فرمایا۔ اور نظارت کے آمد و خرچ اور آئندہ نظام کے متعلق مشورہ لیا۔ اخراجات میں بہت تخفیف کر دی گئی ہے۔ جسکی تفصیل عملی صورت میں آنے پر شایع کی جائیگی ؏

۲۔ دونوں سکولوں میں خوب پڑھائی ہو رہی ہے۔ مدرسہ احمدیہ کے معاینہ کے لئے مسٹر ٹائڈیمن سرکل انسپکٹر آف سکولز تشریف لائے۔ اور اسی روز واپس چلے گئے ؏

۳۔ ایک آریہ صاحب دھرم بکشو نام قادیان آئے جن سے ایک مباحثہ وید کمل الہامی کتاب ہے۔ یا قرآن مجید پر جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مولوی فاضل تعلیم یافتہ مصر کے ساتھ ۷ اکتوبر اس مکان پر ہوا جہاں پہلے آریہ سکول تھا۔ دھرم بکشو صاحب پر بخوبی یہ واضح ہو گیا۔ کہ دارالامان میں مباحثہ کا نام لینا آسان بات نہیں۔ ان کے مسلمہ اصولوں کے خلاف وید ہی کے جب حوالے پیش کئے گئے۔ تو پنڈت صاحب کے ہوش پراں اور حواس باختہ ہو گئے اس کے بعد آریوں نے اپنی کمزوری محسوس کر کے ایک خاص آدمی بھیجکر کسی اور پنڈت پورنانند اور بدھ دیو جی کو دھرم بکشو کی امداد کے لئے بلایا۔ ان کے آنے پر ۱۳ اکتوبر کو شرائط طے ہوئیں۔ اور ان کے مطابق ۳ روز مباحثہ قرار پایا۔ جس کا حال آئندہ پرچے میں لکھا جاوے گا ؏

(31)

انوار احمدیہ پریس قادیان باہتمام شیخ یعقوب تراب احمدی عرفانی ایڈیٹر و پبلشر کے چھپا

موپلا قوم کے عجیب وغریب حالات

(گذشتہ سے پیوستہ)

موپلے شادیوں میں عجیب بے ہنگم طور سے گاتے ہیں۔ خود مرد ناچتے ہیں۔ لڑکا برات کے ساتھ جاتا ہے۔ مگر برات واپس آجاتی ہے۔ دولہا دلھن رہ جاتا ہے۔ ایک کمرہ خوب سنگار کر دولہا دلھن کے لئے چھوڑ دیا جاتا ہے۔ جس میں صرف ایک ہی لکڑی کا تخت ہوتا ہے۔ جس پر دولہا دلہن سوتے ہیں۔ دولہا دلہن والوں کے گھر میں رہتا ہے۔ دلہن والوں کو اس کی بہت ناز برداری کرنی پڑتی ہے۔ اگر وہ ناراض ہو جائے۔ تو دلہن کے خاندان کا فرض ہے۔ کہ اس کو منا کر لائے۔ گھروں کے حالات چند سال کے بعد بالکل بدل جاتے ہیں۔ یعنی گھر کے سب لڑکے اپنی اپنی دلہن کے ہاں جا رہتے ہیں۔ اور تمام غیر لڑکے یعنی داماد اس گھر میں آٹھیرتے ہیں۔ خاندان اور نسب ماں کی طرف سے چلتا ہے۔ باپ کی طرف سے نہیں چلتا۔

ان کے خاندان بھی عجیب وغریب ناموں کے ہیں مثلاً کلتل اگت۔ بڑاریل اگت۔ بیری سیراڈبیل وغیرہ ذالک۔ اب بجائے خاندانی پورے نام بلانے کے ہر شخص نے اپنی قوم کے نام مختصر انگریزی الفاظ رکھ لئے ہیں۔ کوئی اپنے نام کے ساتھ سی لگاتا ہے۔ کوئی پی لگاتا ہے۔ کوئی بی وغیرہ۔

مسجدیں اور مقبرے ایک ہی چیزیں ہیں۔ جہاں مسجد ہو گی۔ اس کا صحن مقبرے کا کام دے گا۔

والدین کے مرنے کے بعد جائیداد کی وارث اولاد نہیں ہوتی۔ بلکہ ماموں کی اولاد ہوتی ہے۔

مردے کو ایک لکڑی کے لمبے سے ڈوئے میں لٹا کر پہلے مسجد میں رکھتے ہیں۔ پھر وہیں جنازہ پڑھتے ہیں۔ اور پھر صحن میں دفن کر دیتے ہیں۔ رمضان کے مہینے میں تمام دوکانیں بند رہتی ہیں۔ مریضوں اور کمزوریوں مسافروں بچوں تک کو بھی از حد تکلیف دی جاتی ہے رمضان میں رات کو مسجد میں لوگ سوتے ہیں۔ صبح کی لکڑی اذان دیکر سب کے پاس جا کر تالیاں بجاتا ہے۔ اور منہ سے بربر کرتا جاتا ہے۔

سر کو اکثر مونڈواتے ہیں اور ڈاڑھیاں بھی عام طور پر منڈوائی جاتی ہیں۔ بہت کم لوگ داڑھی رکھتے ہیں۔

باقی پھر

حدیث نبوی

من حضر بئر الاخیہ فقد وقع فیہ

سناؤں تمہیں اک حدیث نبیؐ
رکھو یاد اس کو نہ بھولو کبھی
رسول خدا کا یہ فرمان ہے
رسولوں میں جن کی بڑی شان ہے
یہ فرماتے ہیں احمد مجتبےٰ
خدا کے نبی سرور انبیا
کواں کھودتا ہے جو اس واسطے
کہ اس میں کوئی اس کا بھائی گرے
تو خود پہلے گرتا ہے اس میں وہی
سزا پاتا ہے اپنے کردار کی
بھلائی اسی میں ہے اے نیکخو
نہ ہو اپنے بھائی کا بدخواہ تو
جہاں تک بنے تجھ سے نیکی کرو
ہمیشہ تو کر دوسروں کا بھلا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحکم

قادیان دار الامان - ۱۴ ار - اکتوبر ۱۹۲۱ء

کیا اطاعت منافی نبوت ہے

جس طرح ایک نیکی دوسری نیکی کو جذب کرنے کا موجب ہو جاتی ہے۔ اسی طرح ایک بدی بھی دوسری بدی کو کھینچے کا ذریعہ ٹھیر جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ انسان جب کسی ایک حق بات سے منہ پھیرتا ہے۔ تو لازماً اُس کا دل آہستہ آہستہ تمام صداقتوں سے انحراف اور احتراز کرنے والا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ہمارے زمانے میں اس کی تازہ اور زندہ مثال گروہ منکرین نبوت مسیح موعود کے سرغنہ مولوی محمد علی صاحب ہیں۔ کہ صرف قدرۃ ثانیہ کی اطاعت سے منہ پھیرنے کا نتیجہ ہے۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود کی نبوت بلکہ کہنا چاہیئے۔ کہ آپ کے سب دعاوی سے منحرف ہو گئے ہیں۔ جیسا کہ آپ کے صریح اور صاف فتویٰ کے ہوتے ہوئے بھی کہ "تکفیر کرنے والے اور تکذیب کی راہ اختیار کرنے والے ہلاک شدہ قوم ہیں۔ اس لئے وہ اس لائق نہیں ہے۔ کہ میری جماعت سے کوئی شخص ان کے پیچھے نماز پڑھے۔ کیا زندہ مردہ کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے۔ پس یاد رکھو۔ کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے۔ تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے۔ کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہیئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو" تحفہ گولڑویہ صـ ۳۷

غیر احمدیوں کے پیچھے آج کل اُن کے نماز پڑھ لیتے ہیں۔ اور باوجود یہ فرمانیکے "خدا تعالےٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے۔ کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے" اور دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا حقیقۃ الوحی صـ ۱۷۹

- آپ کے منکروں اور مکذبوں کو مسلمان اور مومن یقین کرتے ہیں۔ اور اسی طرح جنازہ مکذبین اور رشتہ و ناطہ وغیرہ کے احکام کی بھی کھلے طور پر مخالفت کر رہے ہیں اور اب تو . . . . . . انہوں نے یہاں تک بھی کہہ دیا ہے۔ کہ اگر مرزا صاحب کی نبوت ثابت ہو جائے۔ تو وہ مسیح موعود کیا محدث اور مجدد بھی نہیں ہو سکتے اور نہ مومن ہی انا للہ وانا الیہ راجعون ٭

مولوی صاحب! آپ کیوں صاف اور کھلے لفظوں میں اعلان نہیں کر دیتے۔ کہ ہم مرزا صاحب کے کسی دعویٰ کو بھی نہیں مانتے۔ تا آپ کا مقصود بھی سہل الحصول ہو جائے۔ عاقل را اشارہ کافی ست اور اگر آپ کا یہ بیان کہ اگر مرزا صاحب کی نبوت ثابت ہو جاوے۔ تو ہم آپ کے دعویٰ مجددیت سے بھی انکار کر دیں گے۔ صحیح اور درست ہے۔ تو بگوش ہوش سن لیں۔ کہ "حقیقۃ النبوۃ" نے مسیح موعود کی نبوت کو سورج سے بڑھ کر روشن اور واضح طور پر ثابت کر دیا ہے اور قدرت ثانیہ کی طاقت سے آپ کے تمام خیالات فاسدہ اور استدلالات باطلہ کا قلع و قمع ہو چکا ہے۔ اب فسخ بیعت مرزا صاحب کا اعلان کیجئے۔ اور پوری کوشش اور آزادی سے غیروں سے ملکر مخالفت میں حصہ لیجئے۔ مگر خوب یاد رکھئے ۔ کبھی نصرت نہیں ملتی در مولےٰ سے گندوں کو تف ہے ایسے ایمان پر اور تعجب ہے۔ ایسے عقل و فہم پر ٭

مولوی صاحب! کیا مسیح موعود پر ایمان لانے کے یہی معنے ہیں۔ کہ آپ کی بعض باتوں کو (وہ بھی ایسی کہ جو اپنے قیاس و سمجھ کے مطابق ہوں) تسلیم کر لیا جاوے اور باقی کو ردی میں پھینک دیا جاوے۔ اگر ایمان لانے کا یہی مفہوم ہے۔ تو کہا جا سکتا ہے۔ کہ تمام منکرین نبوت آپ پر ایمان لاتے ہیں۔ کیوں کہ آپ کی بعض بعض باتوں کو وہ بھی ضرور مان لیتے ہونگے ۔

پس بتایئے کہ مسیح موعود پر اور آپ پر ایمان لانے میں فرق کیا رہا۔ مگر ارباب بصیرت حقیقت ایمان کو خوب سمجھتے ہیں۔ کہ انسان جس پر ایمان لاتا ہے۔ اس کے چھوٹے سے چھوٹے حکم کے سامنے بھی سر تسلیم خم کر دے اور ہر ایک امر میں محض اور محض اسی کو حکم و عدل ٹھہرا دے جیسا کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔ جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے۔ وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے اور ہر ایک حال میں مجھے حکم ٹھہراتا ہے۔ اور ہر ایک تنازع کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ بر حاشیہ تحفہ گولڑویہ صـ۲۷ بُرا ہو جہالت اور بے سمجھی کا اور بیڑا غرق ہو ضد و تعصب کا۔ کہ یہ انسان کو کہاں سے کہاں گرا دیتی ہے۔ یا تو وہ دن تھے۔ کہ حضرت مسیح موعود کو نبی۔ مرسل اور احمد رسول اللہ کر کے لکھا جاتا تھا۔ دیکھو ریویو ص۱۳۱ و جلد ۶ صـ۳۰ صـ۴۳ و صـ۹۶ وغیرہ اور یا اب یہ خیال ہے۔ کہ اگر مرزا صاحب نبی ثابت ہو جائیں۔ تو ہم ان کو مجدد بھی تسلیم نہیں کر سکتے۔ (ایمان ہو تو ایسا ہی ہو) بھلا آپ کو شکی بات پر ایمان لانے سے کیا فائدہ! ایمان تو یقین کا نام ہے نہ کہ شک کا علی البصیرۃ وانا ومن اتبعنی۔ ایمان تو بصیرۃ اور نورمعرفت پیدا کرتا ہے۔ اور اس کی علامات سے ایک علامت بشاشت بھی ہے۔ (یہی علامت آپ کے ایمان کی حقیقت کو آشکار کر رہی ہے۔ حضرت اگر آپ نے مسیح موعود کی نبوت ثابت ہو جانے پر آپ کی مجددیت سے بھی انکار کر دینا ہے۔ تو آپ سے ہٹ دھرمی ہونے اور مقابلہ کرنے سے غافل ہی کیا ہے۔ افتم اللہ حیو نکم جیسا کہ سنت الٰہی چلی آتی ہے۔ منکرین صداقت عجیب عجیب ڈھکوسلوں کی بنا پر حق کا انکار کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت صاحب کی نبوت سے انکار کرنے کی ایک وجہ یہ بتلائی جاتی ہے۔ کہ آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مطیع اور فرمانبردار تھے۔ اور نبی مطاع ہوتا ہے۔ نہ کہ مطیع۔ لیکن میں پوچھتا ہوں۔ کہ کیا اطاعت اور فرمانبرداری ایسی منحوس چیز ہے۔ کہ جس میں یہ پائی جائے۔ اس کو نبوت مل ہی نہیں سکتی (آپ تو غالباً ایسا ہی خیال کرتے ہونگے۔ تبھی تو اطاعت سے منہ موڑ لیا) حالانکہ یہ ایک ایسی اعلیٰ اور عمدہ چیز ہے۔ کہ بغیر اس کے نبوت کیا مقام صلحاء بلکہ مرتبہ انسانیت بھی نصیب نہیں ہو سکتا۔ یہی وہ چیز ہے جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو انی جاعلک للناس اماما کا شرف بخشا اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مقام خاتم النبیین تک پہنچایا۔ شاید کہہ دیا جاوے کہ بے شک مطلق اطاعت تو بُری نہیں۔ مگر جب اس کی نسبت آنحضرت کی طرف کرائی جاوے۔ تو تب منحوس اور بُری ہو جاتی ہے۔ تو سنئے! قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ یعنی آپ کی اطاعت سے انسان محبوب الٰہی اور معشوق خدائی جیسے عظیم الشان درجہ تک پہنچ سکتا ہے۔ اور بدون اس کے درگاہ باری میں کوئی عزت حاصل کر لینا ناممکن بلکہ محال ہے ۔

اب میں آپ کو ایک ایسے وجود کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ جو اپنے سے چھوٹے (سمجھنے والے سمجھ جائیں) کا ایسا مطیع اور فرمانبردار تھا۔ کہ جس کی مثال شاذ و نادر امثلہ میں سے ہے۔ مگر باوجود کامل اطاعت کے پھر بھی اُس کی نبوت میں کوئی فرق نہ آیا۔ جیسا کہ لکھا ہے یا بنؤم

لا تاخذ بلحیتی ولا براسی انی خشیت ان تقول فرقت بین بنی اسرائیل ولم ترقب قولی سورہ طٰہٰ رکوع ۵۔ یعنی جس وقت حضرت موسیٰ نے واپس آکر اپنی قوم کو گمراہ پایا تو حضرت ہارون سے خفاء ہوئے۔ کہ آپ نے کیوں ان کو منع نہیں کیا تھا۔ انہوں نے عرض کی۔ کہ اے میرے مہربان بھائی! زبانی طور پر تو میں نے بہت سمجھایا تھا۔ باقی رہا سختی سے مقابلہ کرنا سو وہ میں نے اس لئے نہیں کی۔ کہ تا آپ یہ نہ کہیں۔ کہ تم نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا۔ اور کہ میرے حکم کا انتظار نہیں کیا۔ سبحان اللہ! کیا ہی اعلےٰ درجہ کی اطاعت و فرمانبرداری ہے۔ کہ یوں نہیں کہا۔ کہ اگر ان میں تفرقہ پڑ گیا۔ تو خدا کا الزام مجھ پر آئیگا۔ بلکہ فرمایا ان تقول اے موسیٰ آپ ایسا نہ کہدیں۔

پس حضرت موسیٰ کا یہ کہنا کہ یا ہارون ما منعک اذ رایتھم ضلوا الا تتبعن افعصیت امری یعنی اے ہارون تو نے کیوں میری اطاعت و فرمانبرداری نہیں کی۔ اور حضرت ہارون کا یہ جواب دینا کہ انی خشیت ان تقول الخ صاف عیاں کرتا ہے۔ کہ حضرت ہارون حضرت موسےٰ کے مطیع تھے۔ شاید کوئی نادان یہ کہدے کہ یہاں اطاعت کا لفظ نہیں آیا۔ تو وہ صرف عربی کا ملاحظ فرمالیوے۔ جہاں لکھا ہے۔ شعار المؤمن الطاعۃ والعصیان ضدہ ۔ نہایہ لابن اثیر نیز مشکوٰۃ نولکشور میں بھی معاصی کے مقابلہ میں اطاعت کو مطبوع صفحہ ۱۷ میں نبی کریم نے ذکر فرمایا ہے۔ تو افعصیت امری کے معنے ہوئے۔ تو نے میری اطاعت نہیں کی۔ اس میں شک نہیں۔ کہ ہر نبی مطاع ہوتا ہے اور کوئی ایسا نبی نہیں ہو سکتا۔ جو مطاع نہ ہو۔ مگر ان لوگوں کا مطاع کہ جن کی طرف وہ مبعوث کیا جاتا ہے۔ اور یہی معنے ہیں۔ اس آیت کے کہ جس سے آپ نے دھوکہ کھایا ہے۔ یعنی ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ اور ہرگز اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ وہ کسی کا بھی مطیع نہیں ہوتا۔ ورنہ اس سے آنحضرت کیا تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت سے انکار کرنا پڑیگا کیونکہ وہ بھی کم از کم خدا کے تو مطیع ضرور تھے پس مطیع ہونا نبوت کے ہرگز منافی نہیں۔ جیسا کہ حضرت حکم و عدل فرماتے ہیں۔ ہاں اس کا مطاع ہونا نہایت ضروری اور لابدی امر ہے۔ ورنہ وہ نبی نبی نہیں۔ جو مطاع نہ ہو۔ اور جو لوگ حضرت مرزا صاحب کو مطاع نہیں سمجھتے۔ یہ ان کی اپنی بے سمجھی اور غلطی ہے۔ آپ مطاع ہیں۔ اور اسی آیت کے ماتحت ہیں۔ کہ ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ۔ مگر ہمارے کہ جن کی طرف وہ مبعوث کئے گئے ہیں۔

ہاں حضرت ہارون کی طرح بلکہ ان سے بھی بڑھ کر مطیع بھی تھے۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نیز آیت زیر بحث کو یوں بھی سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اس آیت میں نبی کی غرض و غایت بعثت بیان کی گئی ہے۔ اور لوگوں پر ان کی عظمت و شان کو ظاہر کیا گیا ہے۔ یعنی یہ کہ نبی اس لئے آیا کرتے ہیں۔ کہ لوگ ان کی اطاعت و فرمانبرداری کریں۔ یعنی ان کا ماننا ہر ایک پر واجب اور ضروری ہے۔ سو حضرت مرزا صاحب کے مبعوث ہونے کی سوائے اس کے اور کوئی غرض نہیں کہ تا آپ لوگوں کے مطاع ہو کر ان کو اپنے کامل نمونہ اور اسوۂ حسنہ سے مستفیض فرما کر اور ان کو اپنے حلقۂ اطاعت میں لاکر آنحضرت (فداہ ابی و امی) کے نقش قدم پر چلا دیں۔ ورنہ محض آنحضرت کی اطاعت کرنا آپ کا اصل مدعا اور مقصود بعثت نہ تھا۔ بلکہ آپ کے آنے کی محض اور محض وہی غرض ہے۔ جو ہر ایک نبی کی ہوا کرتی ہے۔ یعنی ما ارسلنا من رسول الا لیطاع

باذن اللہ - پس آیت متنازعہ فیہا سے اگر ثابت ہوتا ہے۔ تو صرف یہ کہ مرزا صاحب پر ایمان لانا اور آپ کو ماننا ہر فرد بشر پر فرض ہے۔

(راقم - تاج الدین لائل پوری)

ایک مولوی صاحب سے کلام دربارہ مسیح علیہ السلام

جیسا کہ خدا تعالےٰ کی قدیم سے یہ سنت چلی آتی ہے کہ جو لوگ اس کے مامور اور مرسل کا مقابلہ کرنے کیلئے کمر بستہ ہوتے ہیں۔ ان کا علم و فضل اور فہم و عقل ان کے قلوب میں سے اس طرح نکال لیا جاتا ہے۔ جس طرح گھی میں سے بال۔ چنانچہ میں آیت و فی انفسہم میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ کہ انبیاء کی صداقت پر علاوہ نشانات آفاقی کے خود ان منکرین کے نفس بھی شہادت دے رہے ہیں۔ کہ باوجود بڑے بڑے علوم سے ماہر اور واقف ہونے کے ایک ایسے شخص کا مقابلہ کرنا۔ کہ جس کو وہ اپنی نظروں میں جاہل اور بے علم خیال کرتے ہیں۔ سم قاتل نظر آتا ہے۔ کانہم یساقون الی الموت۔ اور ہر ایک میدان میں انہیں اس کے اور اس کی جماعت کے سامنے شرمندہ ولاجواب ہی ہونا پڑتا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں بھی جن لوگوں نے خدا کے نبی اور رسول حضرت مرزا صاحب کے مقابلہ میں اپنے علم و فخر پر گھمنڈ کیا۔ ان کے ساتھ بھی یہی سنت اللہ ظہور میں آئی۔ حال ہی میں اسکی تازہ مثال دیکھنے کا مجھے اتفاق ہوا ہے۔ یعنی ایک مولوی صاحب سے جو کہ اپنے گرد و نواح کے علاقہ جات میں خاص شہرت رکھتے ہیں۔ اور علم مناظرہ میں بھی انہیں خاص مہارت ہے۔ نیز بعض کتب مثل الحق المبین المومنین و خطبات قادری۔ تفسیر القرآن۔ کرگس آسمانی ہر سہ حصہ و غبارہ آسمانی وغیرہ کے مصنف بھی ہیں۔ اور فتنہ دجالیہ کے سامنے وہ اپنے آپ کو جبل عظیم کی طرح سمجھتے ہیں۔ میری ملاقات ہوئی۔ بعد میل و ملاپ کے میں نے مولوی صاحب سے مسئلہ ناسخ و منسوخ کے متعلق دریافت کیا۔ تو فرمانے لگے۔ کہ میں تو اس کا کم ہی قایل ہوں۔ پھر مجھ سے احمدی علماء کی رائے دریافت کی۔ تو میں نے عرض کیا۔ کہ وہ تو کلی طور پر اس کو غلط خیال کرتے ہیں۔ کیوں کہ اس سے قرآن مجید پر حرف آتا ہے۔ مولوی صاحب نے بھی اس کی تصدیق کی۔ اس کے بعد جو گفتگو ہوئی اس کو احمدی اور مولوی صاحب کے عنوان سے تحریر کرتا ہوں ؎

احمدی - آپ برائے مہربانی کوئی ایک آیت ایسی پیش کریں۔ جس سے حضرت مسیح کا بجسدہ العنصری آسمان پر جانا ثابت ہوتا ہے؟

مولوی صاحب (قرآن میں سے آیت نکال کر) یاعیسیٰ انی متوفیک الی اخرہ۔ یعنی اے عیسیٰ میں تجھے پورا پورا یعنی روح مع جسم کے لے لونگا۔ اور بل رفعہ اللہ الیہ سے تو صاف آسمان پر جانا ثابت ہے۔

احمدی۔ وہ کس طرح؟

مولوی صاحب۔ (آیات کا ترجمہ شروع کردیا) یہودیوں نے ان پر ہرگز عمل قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔ اور چونکہ بل رفعہ میں ہ کا مرجع حضرت مسیح ہیں۔ اور مسیح نام ہے۔ مجموعہ روح مع الجسد کا اس لئے ثابت ہوا۔ کہ وہ بجسدہ العنصری اٹھائے گئے ؎

احمدی۔ اس سے تو صاف یہ ثابت ہوا۔ کہ وہ خدا کی طرف گئے۔ اب اگر خدا صرف آسمان پر ہی ہے۔ تو تب

بے شک آپ کا مدعا حاصل ہے۔

مولوی صاحب۔ آیت ثم استویٰ علی العرش سے ثابت ہے۔ کہ خدا آسمان پر ہے۔

احمدی۔ آپ کے یہ معنے اوّل تو کئی دوسری آیات قرآنی کے صریح برخلاف ہیں۔ مثل این ما تولوا فثم وجہ اللہ ونحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ جن کے صاف یہی معنے ہیں۔ کہ خدا ہر جگہ موجود بلکہ شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے ؛

دوسرے اس پر غیر مذاہب کا اعتراض ہوگا کہ مسلمانوں کا خدا محدود ہے۔ کیونکہ جو چیز مقید بالمکان ہو۔ وہ لامحالہ محدود ہوگی ؛

مولوی صاحب۔ ہر جگہ موجود ہونا یہ اللہ تعالےٰ کی صفات میں سے ہے۔ اور موصوف یعنی ذات الٰہی آسمان پر ہی ہے۔ (غالباً اس سے مولوی صاحب کا مطلب یہ تھا۔ کہ جس طرح جارج پنجم گو ایک خاص جگہ میں رہتا ہے۔ مگر وہ اپنے انتظام کے لحاظ اطراف عالم میں موجود ہے)

احمدی۔ مولوی صاحب خواہ کوئی تاویل کریں۔ بہرحال یہ عقیدہ خدا کو محدود ضرور ثابت کر دیتا ہے۔

مولوی صاحب۔ اچھا آسمان پر نہ سہی۔ مگر ان کی حیات تو ثابت ہے۔

احمدی۔ زمین پر زندہ ماننا حدیث کے صریح خلاف ہے۔ کیونکہ لکھا ہے۔ عن جابر قال سمعت النبی صلے اللہ علیہ وسلم...... اقسم باللہ ما علی الارض من نفس منفوسۃٍ یاتی علیہا مائۃ سنۃ وھی حیۃ۔ رواہ مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۸۲ طبع مصر

یعنی آنحضرتؐ خدا کی قسم کھا کر فرماتے ہیں۔ کہ آج سے سو برس گذرنے پر کوئی نفس زندہ نہیں رہے گا۔ پس وفات مسیح ثابت ہے۔

مولوی صاحب۔ زمین پر تو میں نے تمہارے کہنے کی وجہ سے مانا تھا۔ ورنہ ہم تو آسمان پر ہی زندہ مانتے ہیں۔

احمدی۔ آپ اس بات کو دلایل سے ثابت کریں ؟

مولوی صاحب۔ ہماری تفاسیر میں صاف لکھا ہے۔ کہ وہ آسمان پر زندہ موجود ہیں ؛

احمدی۔ اوّل تو بموجب ارشاد الٰہی اذا تنازعتم فی شیئٍ فردوہ الی اللہ والرسول۔ قرآن و صحیح احادیث سے ثبوت دینا چاہیئے۔ دوئم تفاسیر بھی اس مسئلہ کو قطعی اور یقینی طور پر بیان نہیں کرتیں۔ بلکہ خود بعض تفاسیر سے بھی ان کی موت ثابت ہے جیسے حاشیہ جلالین مع کمالین صفحہ ۱۰۹ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی۔ ابن جریر جلد ۳ صفحہ ۱۰۹۔ مجمع البیان جلد ۱ وغیرہ وغیرہ۔ اب کس کی مانیں

مولوی صاحب۔ تب کوئی فیصلہ ہو ہی نہیں سکتا

احمدی۔ بے شک تفاسیر سے فیصلہ کرنا محال ہے لیکن قرآن حدیث ہمارے درمیان ہے۔ ان سے فیصلہ کرنا چاہیئے۔

مولوی صاحب۔ ان سے بھی فیصلہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ آپ لوگ اور معنے کریں گے اور ہم اور۔

احمدی۔ جس کے معنوں کی قرآن کی دوسری آیات یا احادیث تائید و تصدیق کریں۔ وہ مان لئے جاویں۔ اور دوسروں کو ترک کر دیا جاوے۔ کیونکہ لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا سے ثابت ہے۔ کہ قرآن میں کوئی اختلاف نہیں ؛

مولوی صاحب۔ آیت وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ سے بھی ان کی حیات ثابت ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ حضرت مسیح کی موت سے پہلے پہلے سب اہل کتاب ان پر ایمان نہیں لائے۔ لہٰذا وہ اب تک مرے بھی نہیں۔

احمدی۔ اگر سارے اہل کتاب کا ایمان لانا ضروری ہے تو آپ بتائیں۔ کہ آج تک جتنے اہل کتاب مر چکے ہیں۔

یا مر گئے ہیں - ان کا ایمان لانا کیونکر ہو گا ؛

مولوی صاحب - اس سے مراد صرف وہ اہل کتاب ہیں - جو نزول مسیح کے وقت موجود ہونگے ؛

احمدی - ان آیات میں تو نزول کا کہیں ذکر تک نہیں - اتنی عبارت آپ اپنی طرف سے کیوں ملاتے ہیں ؛

مولوی صاحب - محذوف ہے - قرائن سے معلوم ہو سکتا ہے ؛

احمدی - ان قرائن کو بیان کریں - نیز آپ کے معنے آیت وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا کے صریح برخلاف ہیں - کیونکہ اس میں بتایا گیا ہے - کہ مسیح کے منکر یعنی یہودی قیامت تک رہیں گے - اور اگر نزول مسیح کے وقت کے یہودی بھی مراد لے لئے جاویں - تو بھی آپ کا مدعا غلط ہو جاتا ہے - کیونکہ دجال کو بالاتفاق اہل کتاب میں سے تسلیم کیا گیا ہے حالانکہ وہ بغیر ایمان کے ہی مسیح کے ہاتھ سے قتل کیا جاوے گا - پس اس صورت میں بھی آپ کے معنے درست نہیں بنتے ؛

مولوی صاحب - جب یہودی مسیح پر ایمان لے آویں گے - تو وہ آخر مغلوب ہو کر رہیں گے - باقی رہا دجال کا ایمان نہ لانا - اس کا جواب یہ ہے - کہ فتویٰ بلحاظ کثرت کے ہی دیا جاتا ہے ؛

احمدی - یہودی بے شک مغلوب ہو کر رہیں گے - مگر بعد از ایمان تو بہر حال وجاعل الذین اتبعوک کے مصداق ہی رہ جائینگے - فوق الذین کفروا کا مصداق تو کوئی نہیں رہے گا - حالانکہ یہاں دونوں گروہوں کے تا قیامت موجود رہنے کا وعدہ دیا گیا تھا ؛

آپ فرماتے ہیں - فتویٰ اکثر پر ہی دیا جاتا ہے مگر مولوی صاحب! یہاں کون فقہی مسائل کا تذکرہ ہو رہا ہے - کہ آپ حکم الاکثر حکم الکل کی آڑ میں پناہ لے رہے ہیں ؛ یہاں تو علے وجہ الحصر ایک واقعہ کا بیان ہے - اور جس بات پر بطور حصر کے حکم لگایا جاوے اس سے ایک فرد بھی باہر نہیں رہ سکتا ؛

مولوی صاحب - اس میں کہاں حصر ہے ؟

احمدی - مولوی صاحب حرف اِنْ کے بعد اگر اِلّا آ جاوے تو حصر ہی کہلاتا ہے - اور اگر ان کے ساتھ مِنْ بھی آ جائے - جیسا کہ اِنْ مِنْ اھل الکتاب میں ہے - تو حصر کی اور بھی تاکید ہو جاتی ہے - یعنی اس سے قطعاً کوئی ایک فرد بھی باہر نہیں رہ سکتا ؛

مولوی صاحب (پڑھ کر) یہاں تو صاف لکھا ہوا ہے کہ مسیح کی موت سے پہلے وہ ضرور ایمان لاویں گے ؛

احمدی - موتہٖ میں ہٖ کی ضمیر کا مرجع حضرت مسیح نہیں ہو سکتے - کیونکہ دوسری قراۃ میں بجائے موتہٖ کے موتہم آیا ہے - جو کسی صورت میں بھی مسیح کی طرف پھر نہیں سکتی - کیونکہ مسیح واحد اور ہم جمع ہے ہاں اہل کتاب کی طرف بلحاظ افراد کے ہٖ کی ضمیر اور ہم بلحاظ مجموعی حیثیت کے پھر سکتی ہے -

مولوی صاحب! یہ قراۃ کہاں ہے .

احمدی - تفسیروں میں لکھا ہے - (اس وقت کتاب نہ تھی - اس لئے حوالہ دکھایا نہ گیا) - دیکھو تفسیر کشاف جلد ۱ صفحہ ۳۹۷ و ابن جریر طبری جلد ۶ صفحہ ۱۵ -

مولوی صاحب! اس آیت کے آپ معنے بیان کریں -

احمدی - پہلے اپنی موت کے ایمان لاویں گے ؛

مولوی صاحب - تو کیا سب یہودی مسیح پر ایمان لا کر مرتے ہیں ؛

احمدی - بہٖ کے معنے بالمسیح نہیں ہیں - بلکہ ہٖ کی ضمیر وقولہم میں قول کی طرف پھرتی ہے -

اس کے بعد سلسلہ کلام کچھ دیر تک بند رہا -

پھر میں نے آیت فلما توفیتنی نکال کر وفات مسیح کو بیان کرنا شروع کیا۔ اس پر توفی کے معنوں پر جھگڑا شروع ہوگیا۔ اتنے میں ایک چوکیدار آگیا۔ اس نے مولوی صاحب کو یوں مخاطب کیا ؟

چوکیدار۔ مولوی صاحب فلاں کے لڑکی پیدا ہوئی ہے اس کو رجسٹر میں درج کردیں۔ جب مولوی صاحب اس کا نام داخل کرنے لگے۔ تو پاس ہی کے خانہ میں لفظ متوفی لکھا ہوا تھا ؟

احمدی۔ مولوی صاحب یہ کیا لکھا ہوا ہے ؟

مولوی صاحب۔ متوفی

احمدی۔ کیا معنے

مولوی صاحب۔ مرا ہوا

احمدی۔ تو آپ فلما توفیتنی میں توفی کے معنے کیوں موت نہیں کرتے ؟

مولوی صاحب۔ ایک لفظ کے کئی معنے ہو سکتے ہیں

احمدی۔ بخاری کتاب التفسیر میں ایک حدیث آتی ہے۔ کہ روز قیامت کچھ لوگ میری امت میں سے دوزخ کی طرف لے جائیں گے۔ تو میں کہونگا۔ یا الٰہی یہ تو میرے صحابی ہیں۔ جواب ملے گا۔ یہ تیرے بعد مرتد ہو گئے تھے فاقول کما قال العبد الصالح عیسےٰ ابن مریم وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم۔ یعنی میں بھی عیسےٰ ابن مریم کی طرح کہوں گا۔ کہ میری توفی کے بعد کا مجھے کوئی علم نہیں۔ کیا آنحضرتؐ کی توفی بذریعہ آسمان پر جانے کے ہوئی تھی یا بذریعہ موت کے۔

مولوی صاحب۔ میں نے تو کہا ہے۔ کہ ایک لفظ کے ہر جگہ ایک ہی معنے نہیں ہوا کرتے۔

احمدی۔ حدیث میں تو یہی آیت یعنی فلما توفیتنی وارد ہوئی ہے ؟

مولوی صاحب۔ یہ آیت نہیں ہے۔

احمدی۔ آپ کے پاس بخاری ہے

مولوی صاحب۔ بخاری تو نہیں ہاں مشکوٰۃ ہے

مشکوٰۃ میں یہ حدیث تو نہ ملی۔ مگر ان اللّٰہ یبعث علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لہا دینہا نکل پڑی

احمدی۔ اس حدیث کا کیا مطلب ہے

مولوی صاحب (حدیث پڑھ کر) یعنی صدی کے سر پر ایک مجدد آیا کرے گا ؟

احمدی۔ موجودہ صدی کا کون مجدد ہے۔

مولوی صاحب۔ کوئی ہوگا جس کا ہمیں پتہ نہیں۔

احمدی۔ میں آپ کو بتاتا ہوں۔ کہ وہ حضرت مرزا صاحب قادیانی ہیں

مولوی صاحب۔ خاموش (بعد کچھ دیر کے پھر میں نے مولوی صاحب کو یوں مخاطب کیا۔

احمدی۔ آیت مبشرا برسول نکال کر احمد رسول سے کون مراد ہے۔

مولوی صاحب۔ حضرت نبی کریم

احمدی۔ آپ کا نام محمد تھا۔ نہ کہ احمد۔

مولوی صاحب (قرآن کا حاشیہ پڑھ کر) ہاں فرشتوں میں احمدؐ تھا۔

احمدی۔ ثبوت۔

مولوی صاحب۔ خاموش

احمدی۔ پھر آگے لکھا ہے۔ وھو یدعیٰ الی الاسلام یعنی لوگ اس کو دعوت اسلام دینگے۔ کیا آنحضرت کو کسی نے دعوت اسلام دی ؟

مولوی صاحب۔ یہ تو کفار کے متعلق ہے۔ کہ ان کو اسلام کی طرف بلایا جاوے گا ؟

احمدی۔ آیت من اظلم ممن افتریٰ علے اللّٰہ الکذب ہر جگہ مدعی ہی کے حق میں وارد ہوئی ہے۔ کیونکہ مفتری

صلے اللہ مدعی ہی ہو سکتا ہے - مدعی علیہ مفتری علی اللہ نہیں کہلا سکتا - اور چونکہ اس آیت میں کفار کی طرف سے مذکور نہیں - اس لئے یدعیٰ الی الاسلام احمد رسول ہی کے حق میں ہو سکتی ہے -

مولوی صاحب - احمد کے معنے کیا ہیں -

احمدی - یہ اسم تفضیل کا صیغہ ہے - یعنی بہت تعریف کرنے والا -

مولوی صاحب - کیا اس لحاظ سے نبی کریم احمد نہ تھے

احمدی - ہاں اس لحاظ سے تو آپ سب سے بڑھ کر احمد تھے - مگر آیت متنازع فیہا میں احمدؐ بمعنے علم وارد ہوا ہے - نہ کہ صفت -

مولوی صاحب - وہ کس طرح ؟

احمدی - ظاہر ہے - کہ حضرت مسیح اسمہ احمد کہکر اس مبشر رسول کی تعیین کرنا چاہتے ہیں - اور اس میں کیا شک ہے - کہ صفت فائدہ تعیین نہیں دے سکتی - مثلاً عبداللہ نام کسی شخص کا خط آ جائے - اور آپ عبداللہ کو بمعنے صفت یعنی اللہ کا بندہ لے لیں - تو کس کو خط دینگے کیونکہ صفتاً ہر کافر و دیندار عبداللہ ہی ہے - پس یقیناً آپ عبداللہ کو علم ہی مان کر یقین کر سکتے - الا غلا -

مولوی صاحب - ہمارے معنے آپ نہیں مانتے - ہم تمہارے نہیں مانتے -

احمدی - جو معنے قرآن و حدیث اور واقعات صحیحہ کے مطابق ہوں - ہم تو ان کو قبول کر لیتے ہیں - خواہ کوئی معنے کرے

اس کے بعد مولوی صاحب نے مشکواۃ کو دیکھنا شروع کر دیا - اور ایک حدیث نکال کر یوں مخاطب ہوئے -

مولوی صاحب - (حدیث یدفن معی فی قبری پڑھکر) اس کے آپ کیا معنے کرتے ہیں -

احمدی - قبر سے مراد ظاہری قبر نہیں - کیونکہ اس سے آنحضرت کی ہتک اور بے عزتی لازم آتی ہے - کہ آپ کی قبر کھود کر مسیح کو اس میں دفن کیا جاوے -

مولوی صاحب - نہیں اس کے تو یہ معنے ہیں - کہ آپ کی قبر کے ساتھ ایک قبر کی جگہ خالی ہے - اس میں دفن ہونگے -

احمدی - حدیث تو یوں ہے - کہ یدفن معی میرے ساتھ یعنی میرے پہلو میں - فی قبری میری قبر میں دفن ہونگے

مولوی صاحب - اور کونسی قبر مراد ہے

احمدی - قرآن میں آتا ہے - ثم اماتہ فاقبرہ - سورہ عبس - کہ خدا تعالے ہر انسان کو قبر میں داخل کرتا ہے - حالانکہ اہل ہنود سب کے سب اور بعض مسلمان وغیرہ بھی جو مثلاً غرق ہو جائیں - یا ان کو درندے کھا جائیں - قبر میں دفن نہیں کئے جاتے *

اس سے معلوم ہوا - کہ کوئی قبر ایسی بھی ہے - جہاں واقع میں ہر انسان خواہ وہ ہندو ہو یا کہ غرق شدہ مسلمان ہو - دفن کیا جاتا ہے - اور وہ عالم برزخ ہے وہاں بے شک مسیح موعود اور آنحضرت ایک ہی قبر یعنی ایک ہی مقام میں ہونگے - والسلام علےٰ من اتبع الھدیٰ

(راقم تاج الدین لائل پوری (مدرسہ احمدیہ)

سرپرستان الحکم توجہ کریں

الحکم کے خریداروں کو اطلاع دی جاتی ہے - کہ الحکم کا رجسٹریشن بوجہ ۳ ماہ بند رہنے کے رجسٹریشن سے نکل گیا تھا - اس لئے ۲ تاریخوں کے پرچے اکٹھے خریداروں کی خدمت میں روانہ کئے جانے میں درخواست پوسٹ ماسٹر جنرل کی خدمت میں جا چکی ہے - منظور ہونے پر علیحدہ علیحدہ تاریخوں کے برابر ملا کریں گے ساتھ ہی یہ عرض ہے - کہ آج کل اس قدر گرانی ہونے

سے الحکم برابر خریداروں کی خدمت میں حاضر ہوتا ہر ایک سرپرست الحکم نئے خریدار دے کر الحکم کو مشکوری کا موقع دیں۔ اگر ہر ایک خریدار ۲ نئے خریدار پیدا کر کے دیں۔ تو کوئی بڑی بات نہیں۔ بالآخر میں دعا کرتا ہوں۔ کہ الحکم کو باقاعدہ نکالنے کی اللہ تعالےٰ توفیق دے۔ اور مالی مشکلات سے نکالے ❊

خاکسار مینجر اخبار الحکم

کیا امیر المنکرین گورنمنٹ کے خلاف تلوار اٹھائینگے

چونکہ یہ مضمون غلط چھپ گیا تھا۔ اس لئے اب درست کر کے شائع کیا گیا ❊

پچھلے مہینہ میں جناب امیر المومنین صاحب اور مولانا احسن کے درمیان کوئی اس قسم کی خط و کتابت کا ہمیں علم ہوا ہے۔ جس سے صاف پایا جاتا ہے۔ کہ امیر المنکرین گورنمنٹ کے خلاف تلوار اٹھانے کی ضرورت محسوس کر رہے ہیں۔ یہ ایک حیرت انگیز انکشاف ہے۔ جو حال ہی میں ہوا ہے۔ جس سے پیغام پارٹی اور ان کے امیر کے تمام خفیہ حالات کو واضح کر دیا۔ اور ایسا کوئی منصوبہ کرنا ان لوگوں سے کوئی بعید نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ایک وقت تھا جب کہ خلافت اول کے زمانے میں اسی پارٹی کے بعض سرگروہ لیڈروں نے اظہار الحق نامی ٹریکٹ گمنام شائع کئے۔ جن پر مطبع تک کا نام درج نہ تھا وہ ٹریکٹ روحانی گورنمنٹ سلسلہ حقہ احمدیہ کے درمیان شقاق اور فساد کی بہت بڑی بنیاد تھے۔ اور خود حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی اس میں بہت بکواس کی گئی تھی۔ اس وقت ایڈیٹر الحکم نے گورنمنٹ کی توجہ دلائی تھی۔ کہ وہ اس خفیہ جماعت کا پتہ لگائے۔ جس سے اس قسم کے گمنام ٹریکٹ شائع کئے ہیں۔ اور جن پر مطبع تک کا نام نہیں۔ کیونکہ ایسی تمام سوسائٹیاں جو مخفی کام کرتی ہیں۔ خواہ وہ کسی ایک شخص کے خلاف ہوں۔ یا کسی خاص جماعت کے آخر وہ ملک اور گورنمنٹ کے لئے بھی سخت مضر اور نقصان رساں ثابت ہوتی ہیں سو بالکل ویسا ہی ہوا وہ جماعت کے اندر شقاق اور فساد ڈالنے کیلئے ایک خفیہ سوسائٹی بنائی گئی۔ آخر قدرت کے ہاتھ نے ان کو ظاہر کر دیا۔ اور وہ بہت بری طرح سے ارض مقدس سے نکلے گئے۔ اور اس پاک جماعت میں سے اخرج منہ الیزیدون کے ماتحت یزیدی کہلائے۔ اس کے چند ہی سال کے بعد اسی سوسائٹی نے اب گورنمنٹ کے خلاف خفیہ منصوبے تجویز کرنے شروع کر دیئے۔ اور اس منصوبہ کا راز اس خفیہ خط و کتابت نے کھول دیا۔ جو مولوی محمد علی اور مولوی محمد احسن صاحب کے درمیان ہو رہی ہے۔ اس خط و کتابت میں سے ایک خط ہمنے دیکھا ہے ❊

یہ خوب خوب واضح کر دیتا ہے۔ کہ جیسے ہاتھی کے دانت کھانے اور دکھانے کے اور والی مثال ہے بالکل اسی طرح یہ لوگ ظاہر کچھ کرتے ہیں۔ اور در اصل قدم کسی اور طرف اٹھاتے ہیں۔ اخباروں میں تقریروں میں یہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ کہ ہم سرکار عالیہ کے وفادار ہیں۔ ہم تارک موالات نہیں۔ مگر خفیہ طور پر ایک دوسرے کو یہاں تک پوچھا جاتا ہے۔ کہ کیا اب تلوار اٹھانے کا وقت آیا ہے یا نہیں ❊

چنانچہ مولوی محمد احسن صاحب اس تازہ خط میں جو مولوی

محمد علی کے کسی خط کا جواب ہے۔ یہ لکھتے ہیں :۔
مولانا ہندوستان میں تلوار اٹھانے کے لئے میں تو کیونکر کہہ سکتا ہوں۔ مگر مہاتما گاندھی اور علی برادران وغیرہ وغیرہ بھی تلوار اٹھانے کی اجازت ہرگز ہرگز نہیں دیتے جو تدابیر ترک موالات کے وہ شایع کر رہے ہیں۔ ان تجاویز میں کسی جگہ پر کوئی اشارہ بھی نہیں۔ اگر جناب کو اس کا اشارہ ملا ہو تو ضرور بالضرور مطلع فرمایا جائے "

خط کے اس اقتباس سے صاف واضح ہو رہا ہے۔ کہ امیر المنکرین احسن امروہی سے فتویٰ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ جس کے جواب میں وہ کہتا ہے۔ کہ "مولانا ہندوستان میں تلوار اٹھانے کے لئے میں تو کیونکر کہہ سکتا ہوں یہ الفاظ خود بخود کہہ رہے ہیں۔ کہ امیر المنکرین ہندوستان میں تلوار چلانے کے متعلق ہی استصواب کر رہا ہے جس کا یہ جواب ہے۔

پس کیسے تعجب کی بات ہے۔ کہ گورنمنٹ کو دھوکا دینے کے لئے ایسے خطبے اور لیکچر دیے جن سے گورنمنٹ کو ان کے لایل ہونے کا شبہ ہو۔ مگر خفیہ ایسی کاروائیاں کرنی جو نہایت خطرناک ہوں۔ گورنمنٹ کو ایسے لوگوں کے متعلق خاص طور پر احتیاط کرنی چاہیئے۔ جو کہ مارِ آستین ہوں۔ گاندھی۔ محمد علی۔ شوکت علی جو کچھ کر رہے ہیں۔ کھلم کھلا کر رہے ہیں۔ ان کے تجاویز ان کے منصوبے علے الاعلان ہیں۔ مگر ان کی کاروائیاں بالکل مخفی۔ اور دوست بن کر نیش زنی کی تیاریاں ہیں۔ جو بہت خطرناک ہیں۔ ان کی یہ طرز احمدیہ پبلک اور ہمارے ان بھائیوں کے لئے جو ان مولی تازہ مومنانہ شکلوں پر دھوکہ خوردہ ہیں۔ اس حقیقت کو کھول دے گی۔ جو انہوں نے مذہبی رنگ میں چھپا رکھے ہیں ؞

مسئلہ خلافت کا انکار۔ مسئلہ کفر اسلام۔ مسئلہ نبوت وغیرہ مسائل تو محض لوگوں کو دکھانے کے لئے اور دھوکہ دینے کے لئے وضع کئے گئے۔ مگر یہ ساری چالیں دنیا کے حاصل کرنے کے لئے کی گئیں تھیں۔ اور اپنا الّو سیدھا کرنا چاہا تھا۔ اور کچھ نہ تھا۔ لوگوں کو مذہب کی آڑ میں دھوکا دیا گیا۔ بالکل اسی طرح گورنمنٹ کے ساتھ پیمان وفا باندھتے ہوئے اس قسم کی خط و کتابت کرنی اگر گورنمنٹ کو دھوکا دیکر اپنا مطلب سیدھا کرنا نہیں تو اور کیا ہے ؞

ساتھ ہی اس عبارت سے جو میں نے اس خط سے اقتباس کی ہے۔ صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ احسن امروہی اور محمد علی لاہوری گاندھی کو اپنا ان ان امور میں پیشوا خیال کرتے ہیں۔ ورنہ احسن کو گاندھی جی کے قول کو بطور حجت کے پیش کرنے کی کیا ضرورت تھی اور یہ ایک مسلمہ بات ہے۔ کہ حجت کے لئے وہی قول پیش کیا جاتا ہے۔ جو فریقین کا مسلمہ ہو۔ اگر گاندھی جی کا وجود فریقین کے لئے مسلمہ نہیں۔ جو احسن امروہی کے اس قول کو بطور حجت پیش کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

بس یہ بات بھی کہ غیر مبائعین گاندھی جی کے پیچھے چل رہے ہیں۔ بالکل صاف ہو جاتی ہے ؞

شیخ محمود احمد

الحکم کے خریدار

مہربانی فرما کر یہ خیال فرماویں۔ کہ دو ماہ سے ان کے نام اخبار بغیر وصولی قیمت جا رہا ہے۔ اس لئے قیمتوں کی ادائیگی کی طرف توجہ کریں ؞

مینجر الحکم